

قلبِ ماہیت حقائق اور احکام

مولانا اختر امام عادل

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں۔ ان میں کچھ چیزیں پاک ہیں اور کچھ ناپاک، انسانوں کے لیے کچھ حلال ہیں اور کچھ حرام۔ اس تقسیم کے پیچھے اللہ کی بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ ”پاکیزگی اور ناپاکیت“ ہر وہ چیز انسان کے لیے حلال ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے پاک اور اپنے وصف کے لحاظ سے نفع بخش ہو اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا گیا جو اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک اور وصف کے لحاظ سے مضر رساں ہو۔

اشیاء میں تغیر

لیکن یہ دنیا تغیر پذیر ہے اور اس کے وجود و بقا کی بنیادی تغیرات و انقلابات پر ہے۔ آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں، ان تغیرات کا اثر اشیاء پر بھی ہوتا ہے، بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز پاک تھی، مگر کسی تغیر کے سبب وہ ناپاک ہو گئی، یا کوئی چیز نفع بخش تصور کی جاتی تھی کسی تبدیلی کی بنا پر وہ نقصان دہ بھی جانے لگی، سوال یہ ہے کہ اس تغیر کا اس کے شرعی حکم پر کیا اثر پڑے گا؟

قلبِ ماہیت کی تعریف

یہ مسئلہ قدیم ہے فقہار کے یہاں زیر بحث رہا ہے اور مختلف فقہاء نے اپنے

مختلف نقطہ ہائے نظر کا اظہار کیا ہے، واضح رہے کہ کسی چیز کا معمولی تغیر نہیں بلکہ ایسا غیر معمولی تغیر زیر بحث ہے جس کے نتیجے میں کوئی چیز اپنا نام یا اپنے بنیادی عناصر یا ذاتی اوصاف کا بیشتر حصہ کھو دے اور اس کی جگہ دوسرے نام یا دوسرے عناصر و اوصاف کا غلبہ ہو جائے۔ اہل لغت اور فقہاء کی اصطلاح میں ایسے غیر معمولی تغیر کو استحالہ، انقلاب عین، تحویل، ماہیت یا استہلاک وغیرہ کیا جاتا ہے۔

دلیل العروۃ الوثقیٰ میں استحالہ کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

الاستحالة هي تبدل الاستحالیہ ہے کہ کوئی شئی اپنی حقیقت

حقیقۃ الثمنیٰ و صورته اور صورت نوید چھوڑ کر دوسری صورت و

الذمیۃ الی صورۃ اخری بلہ حقیقت اختیار کر لے۔

فتاویٰ ابن عابدین میں ہے۔

ان المتطہر یكون بالقلب انقلاب عین سے تطہیر حاصل ہوتی

العین.... خمر صارت خلًا ہے... شراب سرکہ ہو جائے یا گندگی لکھ

و عذرة صارت رمادة فان ذلك ہو جائے، تو یہ ایک حقیقت کا دوسری

كله انقلاب حقیقۃ الی حقیقۃ اخری حقیقت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ذرا لُغِ تطہیر میں استحالہ کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ شراب اور سرکہ کی مثال دی گئی ہے۔

قلبِ ماہیت ممکن ہے

عام طور پر فقہاء نے انقلابِ ماہیت کو تسلیم کیا ہے، البتہ بعض فقہاء نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قلبِ حقیقت محال ہے، یوں تو کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ہے، لیکن اس کا استعمال ناممکنات کے لیے نہیں ہو کرتا۔ مثلاً تانبا سونے میں تبدیل ہو جائے۔ لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ اشیاء میں اس کا وقوع ہوتا ہے اور اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز سے تانبا کے اوصاف سلب کر کے اس میں سونا کے اوصاف پیدا فرما دے۔ عادتاً محال صرف یہ ہے کہ ایک چیز تانبا رہتے ہوئے سونا بن جائے، یعنی بیک وقت تانبا

بھی ہو اور سونا بھی۔

علامہ شامی نے اسی رائے کو حق قرار دیا اور ائمہ تفسیر کے حوالے سے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے **فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ كَسُعِي** کہ اچانک عصائے موسیٰ سانپ میں تبدیل ہو کر میدان میں دوڑنے لگا، عصائے موسیٰ عصارہ تھے ہوئے سانپ تو نہیں بن سکتا، لیکن یہ ممکن ہے کہ اللہ نے اس عصا میں عصا کے اوصاف ختم کر کے سانپ کے اوصاف پیدا فرما دیے ہوں۔ اگر اس امکان کو تسلیم نہ کیا جائے (جو عصائے موسیٰ میں واقع بن کر سامنے آیا) تو پھر اس اعجاز کی توجیہ کیا کی جائے گی۔

شراب کو سر کر بنانا

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب فقہیہ میں کسی نہ کسی درجہ میں انقلابِ ماہیت کو موثر تسلیم کیا گیا ہے بشراب کے بارے میں تقریباً تمام ہی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اس کی ماہیت بدل جائے اور سر کر بن جائے تو وہ حلال اور طیب ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ خواہ وہ شراب انگوری ہو یا غیر انگوری اور ایک چیز سے تیار ہوئی ہو یا کئی چیزوں سے مل کر بنی ہو۔

حنفیہ اور مالکیہ

البتہ اختلاف اس میں ہے کہ بالقصد شراب کو سر کر بنانا اور اس کو استعمال کے قابل بنانا درست ہے یا نہیں، ظاہر الروایت کے مطابق حنفیہ اور راجح قول کے مطابق مالکیہ کے یہاں اس کی گنجائش ہے بلکہ اس لیے کہ یہ ایک فاسد چیز کی اصلاح ہے اور کسی چیز کی اصلاح کرنا شرعاً مباح ہے۔ جس طرح کھال کو دباغت دے کر پاک کرنا شرعاً درست ہے، ارشاد نبوی ہے :-

اِذَا دَبَغَ الْاِهَابَ فَقَدْ

طہرہ

دارقطنی کی ایک روایت میں دباغت اور تخلیلِ خمر کا ایک ساتھ ذکر ہے:

ان دباغها يجلد كما دباغت سے مردار کی کھال اسی طرح

یصل خل الخمر ۴
حلال ہو جاتی ہے ۳۔ طرح کہ شراب سرکہ بننے کے بعد حلال ہو جاتی ہے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں :-

حَنِيرٌ خَلَّكُمْ خَلَّ
خمرکم ۴
ہمارا بہتر سرکہ وہ ہے جسے تم شراب سے تیار کرتے ہو۔

اس طرح کی متعدد روایات میں شراب سے تیار کردہ سرکہ کی طہارت و حلت کا ذکر ملتا ہے اور اس میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے کہ شراب خود بن گئی یا باقاعدہ اراداً بنائی گئی ہو۔

مالکیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ تخمیل کا عمل مکروہ ہے، لیکن اس عمل سے سرکہ کی حلت و طہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ و اختلف فی حکم تخلیلہا فحکمی فی البیان فی ذلک ثلاثہ اقوال وقال فی کتاب الاطعمہ و المشہور عندنا انه مکروہ فان فعل اکل وعلیہ اقتصر فی الجواهر

شافعیہ اور حنابلہ

شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک اراداً شراب کو سرکہ بنانے کی ترکیب کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ گویا شراب کو قابل استعمال بنانے کی ایک ترکیب ہے، جب کہ ہمیں شراب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے اگر کوئی شخص یہ ترکیب کرے اور شراب سرکہ بن جائے تب بھی وہ سرکہ حلال نہ ہوگا، اس لیے کہ عمل ممنوع سے کوئی مثبت حکم ثابت نہیں ہو سکتا۔

استدلال

اس سلسلے میں ان کے پاس سب سے مضبوط دلیل ایک روایت ہے:

عن ابی طلحۃ انه سال
حضرت ابو طلحہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند تہیوں کے بارے میں سوال کیا جن کو وراثت

اھرقہہا قال اھتلا اھلہا میں شراب ملی تھی، تو حضور نے ارشاد فرمایا
 قال لا ھلہ اس کو بہادو، انھوں نے پوچھا کیا میں اس
 کا سرکہ نہ بنا دوں آپ نے فرمایا نہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب کو سرکہ بنانے کا عمل درست ہوتا
 تو حضور اس کی ضرور اجازت دیتے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ یہ مال تیلو کا تھا۔

استدلال کا جائزہ

مگر اس روایت کے بارے میں امام محامدی کا خیال یہ ہے کہ اس حدیث کا
 تعلق ابتداء اسلام سے ہے جب کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہی ہوا تھا، اور
 لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لیے کافی تاکیہ و تشدید سے کام
 لیا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ شراب سازی کے روایتی برتنوں کے استعمال سے بھی منع کر دیا
 گیا اور ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ لوگ سرکہ بنانے کے بہانے شراب کی لعنت میں
 گرفتار نہ ہو جائیں اور شراب جس کو بالکل یہ طور پر اسلامی معاشرہ سے ختم کرنا مقصود تھا
 وہ کسی عنوان سے گھروں میں باقی نہ رہ جائے لیکن بعد کے ادوار میں جب کہ لوگ
 اس حکم کی حقیقت سے واقف ہو گئے اور شراب کی نفرت ان کے دلوں میں
 بیٹھ گئی، تو پھر اس احتیاط اور شدت کی ضرورت باقی نہ رہی، چنانچہ شراب کے
 قدیم برتنوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دی گئی اور جیسا کہ اوپر روایات
 میں آیا کہ شراب کو سرکہ بنانے کے عمل کی گنجائش بھی دی گئی۔

ابتداء اسلام سے اس حدیث کے متعلق ہونے کا ثبوت اس سے
 بھی ملتا ہے کہ معجم طبرانی اور دارقطنی کی روایت میں شراب بہانے کے ساتھ ٹکا
 توڑنے کا بھی حکم ہے حضور نے ابو طلحہ سے فرمایا:

اھرقہ الخمر و کسرا الدنان شراب بہادو اور نیکے توڑ دو

یہ صاف علامت ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے، اس لیے کہ برتنوں
 کے توڑنے کا حکم ابتداء اسلام ہی میں دیا گیا تھا۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں
 کہ اس روایت کے بعض طرق میں حضور کی اجازت منقول ہے کہ حضرت ابو طلحہ

نے جب حضور سے مذکورہ شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا ہاں۔ گویا روایت میں تعارض ہے اس لیے اس سے استدلال درست نہیں بلکہ مگر کاسانی نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے، اس لیے اس کی صحت و ضعف کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

عمل اور نتیجہ عمل کا رشتہ

علاوہ ازیں اگر اس روایت کی صحت کو ان ہی الفاظ کے ساتھ مان لیا جائے جو کہ عام طور پر متداول کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بظاہر شافعیہ کا مستدل ہیں، تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمل تحلیل کی ماندت ثابت ہوگی۔ لیکن اس حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ اگر کوئی ماندت کے باوجود یہ عمل کر لے تو سرکہ پاک نہ ہوگا اور خنیفہ کے اصول کے مطابق عمل کی کراہت سے حاصل شدہ نتیجہ کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی شخص انگور یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے براہ راست سرکہ بنانا چاہے تب بھی ہر شیزہ شراب بننے کے بعد ہی سرکہ بن سکتا ہے، اس اعتراف کے باوجود شوافع سرکہ کی حلت و طہارت کو تسلیم کرتے ہیں۔

نہایت المحتاج میں ہے۔ ولان العصیر لا یتخلل الا بعد التخمیر غالباً
فلولم نقل بالطہارۃ لویما تعذر الخل وهو حلال اجماعاً^{۵۱}

اس طرح مسئلہ صرف قصد و ارادہ کا رہ جاتا ہے۔ مگر قصد و ارادہ کی خرابی کسی چیز پر اس درجہ مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ قصد و ارادہ اس درجہ مؤثر ہو تو اس کا اثر اس صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہیے جب کہ شراب کو دھوپ میں اس غرض سے رکھ دیا جائے کہ وہ دھوپ کی حرارت سے سرکہ بن جائے۔ یہ خنیفہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ کے یہاں بھی درست ہے اور اس سے حاصل شدہ سرکہ کا استعمال حلال ہے۔^{۵۲}

قلبِ ماہیت کا دائرہ

شراب کے علاوہ دیگر بنجاستوں میں بھی انقلابِ ماہیت مؤثر ہوگا یا نہیں اس باب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ :

حنفیہ میں امام محمد تمام ناپاک اشیاء اور محرمات میں انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو سببِ تطہیر قرار دیتے ہیں، امام ابو یوسف کو اس سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک انقلابِ عین سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوتی:

من الامور التي يكون
بها التطهير انقلاب العين
فان كان في الحمر
فلا خلاف في الطهارة
وان كان في عنبر
كالخنزير والميتة
تقع في المملحة فتصير
ملحاً يؤكل والسرقين و
العذرة تصير فتصير رماذا
تطهر عند محمد خلافاً
لابي يوسف حيث انه يرى
ان الاشياء النجسة لا تطهر
بالانقلاب عينها كله

امام ابو یوسف کی دلیل یہ ہے کہ قلبِ ماہیت کے بعد بھی نجاست کے اجزاء کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہتے ہیں۔ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ اس کو بالکلہً بخش مان لیا جائے، جنہیں میں امام ابو یوسف ہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے۔^۱ مگر علامہ ابن نجیم کے بقول زیادہ تر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے۔ الخلاصہ میں اسی کو مفتی بہ قول اور فتح القدیر میں قول مختار قرار دیا گیا ہے۔ محیط میں امام ابو یوسف کو بھی امام محمد کا ہم خیال بتایا گیا ہے۔ اس نقطہ نظر کی دلیل یہ ہے کہ کسی شیء پر نجاست یا حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ وہ شیء اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو۔ لیکن اگر اس کی ماہیت و

حقیقت تبدیل ہو جائے اور اس کا نام اور اس کی صفات باقی نہ رہیں تو اب وہ شنی ہی باقی نہ رہی جس پر نجاست و حرمت کا حکم لگایا گیا تھا اس لیے وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا۔ اب موجودہ حقیقت اور نام کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا جائے گا۔ اس کے نظائر شریعت میں بکثرت موجود ہیں۔ لطفہ نجس ہے، علقہ بننے کے بعد بھی نجس ہے، لیکن مضعہ بننے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ کسی پھل کا شیرہ پاک ہے۔ اگر وہ شراب بن جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عین کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

• ناپاک کھال کو دباغت دے دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔
 • مشک، نافہ مشک، عنبر اور زباد (ایک قسم کی خوشبو) اپنی سابقہ اصل کے لحاظ سے ناپاک ہیں، لیکن موجودہ صورتوں میں یہ پاک ہیں۔

ابن عابدین فرماتے ہیں کہ عوم بلوی کی وجہ سے امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کسی ایک صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جس میں تغیر حقیقت اور انقلاب ماہیت پایا جائے اور اس میں ابتلا عام ہو، ناپاک تیل سے صابن بنایا جائے۔ ناپاک و حرام چیونٹی پس کر آٹا بن جائے۔ چڑیا کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے وغیرہ ان تمام صورتوں میں طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔

مالکیہ:

مالکیہ (دباغت کے مسئلہ کو چھوڑ کر) اس باب میں جمہور احناف کے ہم خیال ہیں، وہ انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تغیر کے بعد کی صورت حال پر حکم لگانے کے قائل ہیں۔ الشرح البکیر اور حاشیۃ الدسوقی میں اس کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں۔ آدمی کا دودھ پاک ہے، چاہے کافر ہی کا ہو، اس لیے کہ اس کی موجودہ حقیقت صالح ہے۔ کھانا پاک ہے، لیکن معدہ میں پہنچ کر متغیر ہو جائے اور پھر قے کی صورت میں خارج ہو تو یہ ناپاک ہے، اس لیے کہ موجودہ حقیقت فاسد ہے۔ مشک پاک ہے، اگرچہ کہ اس کی اصل خون ہے، لیکن اس کی ماہیت بدل چکی ہے۔ لہذا پاک ہے جب کہ سابقہ حقیقت کے لحاظ سے وہ ناپاک تھا۔ خون سے جو

گوشت پیدا ہوتا ہے وہ پاک ہے اس لیے کہ موجودہ صورت میں اس کی حقیقت صالح ہے۔ قول معتمد کے مطابق نجاست جل کر راکھ ہو جائے تو پاک ہے وغیرہ البتہ دباغت کے مسئلے میں مالکیہ کے یہاں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔ التوضیح میں ہے کہ اکثر مالکیہ اس کی طہارت کو مفید طور پر تسلیم کرتے ہیں یعنی خشک مقامات یا صرف پانی کے لیے اس کا استعمال درست مانتے ہیں۔ جب کہ عبد الوہاب اور ابن رشد اس کو نجس کہتے ہیں۔ لیکن استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔

صاحب التوضیح کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں حقیقت یہ ہے کہ معلوم حد تک امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی البتہ مذکورہ بالا امور میں اس سے محض استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دباغت شئی کی حقیقت کو نہیں بدلتی بلکہ وہ محض کھال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے یعنی دباغت کے بعد کھال خراب نہیں ہوتی جیسے زندگی کی حالت میں کھال خراب نہیں ہوتی۔

گویا دباغت کو مطہر نہ ماننے کی علت یہ نہیں ہے کہ امام مالک انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ دباغت میں انقلاب ماہیت ہی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس لیے طہارت کا حکم بھی نہیں لگاتے۔ اس طرح اس جزوی اختلاف کے باوجود مالکیہ اصولی طور پر حنفیہ سے متفق ہیں۔

شافعیہ:

شافعیہ نے اس باب میں اصولی طور پر نجس لینہ اور نجس نغیرہ میں فرق کیا ہے۔ ان کے نزدیک انقلاب ماہیت صرف ان اشیاء میں مؤثر ہے جن میں نجاست کسی خارجی سبب سے آئی ہو مثلاً شراب اپنی اصل کے لحاظ سے کسی پھل کا رس ہے۔ مگر سکر پیدا ہو جانے کی بنا پر ناپاک اور حرام ہو گئی۔ اس طرح کی چیزوں میں انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک نہیں ہے۔ ناپاکی خارج سے آتی ہے تو اس میں انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خارجی سبب ختم ہو گیا جس کے زیر اثر یہ چیز ناپاک قرار پائی تھی۔ لیکن

جو چیزیں اپنی ذات سے ناپاک ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں۔^{۳۶}
 لیکن اصل بات یہ نکلتی ہے کہ وہ اس باب میں کسی ضابطہ اور اصول کو راہ
 دینے کے بجائے صرف ان مسائل میں انقلابِ ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں جو نص سے
 ثابت ہیں؟ چنانچہ ان کے یہاں خمر کے علاوہ کھال اور مشک میں بھی اس عمل کو
 تسلیم کیا گیا ہے۔ ناپاک کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خون
 مشک بن جانے کے بعد پاک ہے۔ اس بنا پر نہیں کہ فی الواقع ان میں نجس لہینہ اور
 لغیرہ کافر ہے بلکہ اس لیے کہ اس کا ثبوت احادیث سے ہے۔^{۳۷}
حنا بلہ:

حنا بلہ اس باب میں شافعیہ سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ظاہر مذہب کے مطابق
 وہ انقلابِ ماہیت کو صرف خمر میں تسلیم کرتے ہیں، ابن قدامہ نے ایک قیاسی قول
 دیگر نجاسات میں بھی انقلابِ ماہیت کا نقل کیا ہے۔ مگر اس کو انہوں نے ظاہر مذہب
 کے خلاف قرار دیا ہے۔^{۳۸}

گویا شافعیہ اور حنا بلہ دونوں نے ہی اس باب میں قیاس کے دروازے کو
 بند کر دیا ہے اور مسئلہ کو معلول اور وسیع تر بنانے کے بجائے محدود کر دیا جائے، حلال کہ
 اس طرح کی کسی تخصیص کا ثبوت نہ تو نص سے ملتا ہے اور نہ قیاس اور عقلِ سلیم ہی اس
 کی تائید کرتی ہے۔ اس لیے کہ اصولی طور پر ایک تو ماہیت کی تبدیلی حکم کی تبدیلی کی
 متقاضی ہے، دوسرے اس لیے کہ قلبِ ماہیت کی اکثر صورتیں عمومِ بلوی کی ہیں اور
 عمومِ بلوی تشہیل کا متقاضی ہے نہ کہ تشدید کا۔ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں: ان
 عمومِ البلوی علیہ اختیارات القول بالطہارۃ المحللہ بالانقلاب العین۔^{۳۹}

انقلابِ ماہیت کا مطلوبہ معیار

یہاں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لیے کسی شی کی کس حد تک
 تغیر مطلوب ہے؟

فقہاء کی جزیئات اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے مباحث کو پڑھنے سے
 اندازہ ہوتا ہے کہ انقلابِ ماہیت کے لیے کسی شی کی پوری حقیقت، یا اس کے

تمام اجزاء کا تبدیل ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ مختلف اشیاء کی طبعی خاصیات کے لحاظ سے اس کے غالب بنیادی اجزاء کا تبدیل ہو جانا کافی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامی کی یہ عبارت کافی واضح اور فیصلہ کن ہے:

قال فی الفتح: وکثیر من
المشائخ اختاروا وهو المختار
لان الشرع رتب وصف
النجاسة على تلك الحقيقة
وتنتفى الحقيقة بانتفاء بعض
أجزء مفهوماً مہا کلید
بالکل ۲۹

فتح القدر میں ہے کہ زیادہ تر مشائخ
نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے
اور یہی قول مختار ہے اس لیے کہ شریعت
نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر ترتیب
کیا ہے اور حقیقت تو اس کے مفہوم کے
بعض اجزاء کے خاتمہ سے منتفی ہو جاتی
ہے۔ اگر تمام اجزاء ہی ختم ہو جائیں تو وہ
حقیقت کیسے باقی رہے گی؟

پانی کی طبعی طہوریت کا خاتمہ

اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان سے بھی روشنی ملتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

خلق الماء طهوراً لا ینجسہ
شئاً الا ما عنبر لونه او طعمہ
اور یحیئہ ۳۰

پانی پاک پیدا کیا گیا ہے، اسے کوئی
چیز ناپاک نہیں کر سکتی مگر جو اس کا رنگ
یا مزہ یا بو بدل دے۔

حرف ”او“ کے ساتھ حضور کا یہ ارشاد بتاتا ہے کہ پانی کی طبعی طہوریت کے خاتمہ کے لیے رنگ، مزہ اور بو سب کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ جزوی تغیر کافی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے پانی کی طبعی طہوریت کے زوال کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے۔

علامہ حصفی فرماتے ہیں:-
الغلبۃ اما بکمال
الامتزاج بشرب نبات
یعنی غلبہ کا پتہ چلے گا یا تو اس طرح
کہ پانی بالکل ختم ہو جائے، مثلاً پتوں

او بطبخ بما لا يقصد به
 التنظيم و ما بغلبة المخاط
 فلو جامد اخبثخانة مالم
 يزل الاسم كنيذ
 تمر ولو مائعا فلو مائعا
 لا وصفه فيتغير اكثرها
 او موافقا ككين
 فبأحد ها او مما تلا
 كاستعمل فبالأجزاء
 فان المطلق اكثر
 من النصف حبان
 التطهير بالكل
 والالال

میں جذب ہو جائے یا کسی ایسی چیز کے
 ساتھ آگ پر پکا دیا جائے جس سے
 نظافت مقصود نہ ہو، یا اس طرح کہ
 ملائی گئی چیز اس پر عاوی ہو جائے،
 اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ملائی گئی چیز
 کوئی جامد اور ٹھوس چیز ہو تو پانی کی رقت
 وسیلان میں فرق آجائے تا آن کہ نام نہ
 بدل جائے مثلاً بنیہ ترمز اور اگر ملائی جائے
 وال چیز سیال ہو اور اس کے اوصاف
 پانی کے اوصاف سے مختلف ہوں مثلاً
 سر کر تو پانی کے اکثر اوصاف کا بدل جانا
 اس کی مغلوبیت کے لیے کافی ہے، اور
 اگر ملائے جانے والے سیال مادہ کے
 اوصاف پانی سے مختلف نہ ہوں مثلاً
 دودھ تو پانی کے کسی ایک وصف کا
 بدل جانا اس کی مغلوبیت کے لیے کافی
 ہے اور اگر وہ ملایا جانے والا مادہ بالکلیہ
 پانی کے مانند ہو مثلاً مارستعل تو غلیہ کا معیار
 مقدار کی کثرت و قلت ہوگی، اگر مطلق
 کی مقدار نصف سے زائد ہے تو اس کی
 طہوریت قائم ہے اور اس سے تطہیر درست
 ہے اور نہ نہیں۔

اس مثال سے صرف یہ بتلانا مقصود ہے، کہ پانی کی طبیعت و حقیقت کتنے تغیر تک باقی
 رہتی ہے اور کس حد تک تغیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے، اور پانی کے نام کا اطلاق کن
 طبعی اوصاف کے بقار کے ساتھ مشروط ہے، اور وہ کیا اوصاف ہیں جن کے خاتمہ

سے اس پر پانی کے نام کا اطلاق ممکن نہیں ہوتا اور وہ مطلق یا مارطہور سے مختلف کوئی دوسرا سیال مادہ بن جاتا ہے۔

ہر شئی کا اپنا معیار

ہر چیز کی اپنی طبعی خصوصیات اور فطری صفات ہوتی ہیں کوئی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں تغیر و تبدل کا وہی تدریجی یا پہلو دار ضابطہ جاری ہو جو پانی میں جاری ہوتا ہے یا ہر چیز اپنے اندر اسی طرح متعدد اوصاف و خصائص رکھے جس طرح کہ پانی میں موجود ہیں۔ اشیاء مختلف ہیں، بعض ایسی چیزیں بھی ہو سکتی ہیں جن میں کوئی ایک صفت ہی طبعی اور فطری ہو اور اسی ایک کی تبدیلی سے اس پر تبدیلی ماہیت کا فیصلہ کر دیا جائے۔ مثلاً شراب، اس میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہے کڑواہٹ (مرارہ) اور اس کا نشہ اسی وقت تک رہے گا جب تک کہ یہ وصف اس میں موجود ہوگا۔ اس لیے شراب میں سرکہ یا نمک یا اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے اس کی تلخی ختم ہو کر کھٹاپن (حموضہ) میں بدل جائے تو شراب کی ماہیت باقی نہ رہے گی اور اس پر سرکہ کا اطلاق ہوگا۔

البتہ ایسی چیزوں میں جن میں ایک ہی وصف طبعی ہو، ان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ تبدیل ماہیت کے لیے ضروری ہے یا اس کا زیادہ تر حصہ ختم ہو جانا کافی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے اس میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری ہے۔ مثلاً شراب میں تھوڑی سی تلخی بھی باقی رہ گئی تو اس کا استعمال حلال نہ ہوگا اس لیے کہ وہ ابھی تک شراب ہی ہے اس پر سے شراب کا اطلاق ساقط نہیں ہوا ہے۔ لیکن صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کا خیال یہ ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری نہیں ہے۔ خاص شراب کے بارے میں ان دونوں حضرات کا کہنا ہے کہ اگر تھوڑا سا کھٹاپن بھی اس میں پیدا ہو جائے تو وہ شراب نہیں رہے گی بلکہ سرکہ قرار پائے گی اور اس کا استعمال درست ہوگا۔

وانما یعرف التخلل بالتغیر من المرادۃ الی الحموضہ بحیث

لا یبقی فیہا مرارۃ اصلا عند الی حنیفۃ حتی لو بقی فیہا بعض المرارۃ
لا یحل، وعند ابی یوسف و محمد تصیر خلاً بظہور قلیل الحموضہ فیہا۔

قلبِ ماہیت اور عمومِ بلوی

پھر قلبِ ماہیت کے اعتبار میں عمومِ بلوی کا بڑا دخل ہے اور عمومِ بلوی کے زیادہ مسائل کی اساس تساہل اور چشم پوشی پر ہوتی ہے۔ ان میں عام لوگوں کو دقتوں سے بچانے کے لیے کئی طرح کے منفی امکانات و احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے علامہ حصکفی نے الخزانہ کے حوالے سے تیس سے زیادہ ان مطہرات کا حوالہ دیا ہے جو بعض یقینی شبہات کے باوجود تطہیر کا فائدہ دیتے ہیں مثلاً ناپاک فرش پر پانی بہا دیا جائے، پاک ہو جائے گا، جب کہ ناپاک قطرات کے باقی رہنے کا پورا امکان موجود ہے، پانی ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو تو یہ مار جاری ہے۔ اگر اس میں خاصی مقدار میں نجس پانی مل جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ ایک کپڑے میں نجاست لگی مگر بھول گیا کہ کہاں لگی، تو سوچ کر کسی گوشے کو دھو دینا کافی ہے۔ ناپاک زمین خشک ہو جائے تو پاک ہے۔ خف پر نجاست لگی تو رگڑ دینا کافی ہے۔ کپڑے پر منی لگی تو کھرج دینا کافی ہے۔ کنویں میں نجاست گر گئی اور اس کے اندر چشمہ جاری ہے تو پانی کی ایک مقررہ مقدار کا نکال دینا کافی ہے اور اسی سے کنواں کی دیوار اور ڈول سمیت بقید پانی بھی پاک ہو جائے گا۔ مسلکِ شافعی کے مطابق چھوٹے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے۔ نجاست کا باقاعدہ اخراج ضروری نہیں وغیرہ۔ اسی طرح بیسیوں مسائل کتبِ فقہ میں موجود ہیں جن میں نجاست اور گندگی باقی رہنے کے قوی امکانات موجود ہیں پھر بھی لوگوں کے ابتلائے عام کی بنا پر شریعت نے ان کو نظر انداز کیا ہے۔

اس سے کہا جاسکتا ہے کہ انقلابِ ماہیت کا مسئلہ بھی اسی قبیل سے ہے اور اسی لیے فقہاء حنفیہ نے اپنی تیس مطہرات کے ذیل میں انقلابِ عین کو بھی شمار کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی توسیع کے اصول کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

اسی لیے یہ قول زیادہ قرینِ مصلحت ہے کہ بنیادی عناصر کی کلی تبدیلی کے

بجائے جزوی تبدیلی کافی ہے۔

امام محمد اور امام ابو یوسف کے اختلاف سے روشنی

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں امام ابو یوسف کا اختلاف گذر چکا ہے۔ وہ بہت سے مطہرات کو تسلیم کرنے کے باوجود انقلاب ماہیت کو بحیثیت سبب تطہیر ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ان کی دلیل علامہ ابن ہمام نے یہ نقل کی ہے کہ چونکہ نجاست کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہ جاتی ہے، بالکل ختم نہیں ہوتی، مثلاً غلاظت کو جلا کر راکھ بنا دیا جائے تو یہ راکھ بھی تو اسی نجاست کا حصہ ہے۔ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ اس کو ناپاک مانا جائے۔^{۳۵}

امام ابو یوسف ثنی یہ دلیل اپنے اندر خواہ کتنا ہی وزن رکھتی ہو لیکن زیر بحث مسئلہ میں اس کا لحاظ اس لیے ممکن نہیں کہ اگر کسی نہ کسی درجہ میں نجاست باقی رہنے کے احتمال کا اعتبار کیا جائے تو اس قسم کے دیگر ذرائع تطہیر کو بھی تسلیم کرنا مشکل ہو جائے گا اس لیے کہ اس نوع کے تمام ذرائع تطہیر میں یہ احتمال پوری قوت کے ساتھ موجود ہے۔ امام محمد نے امام ابو یوسف کے اس نقطہ نظر کے باوجود انقلاب ماہیت کو مطہر تسلیم کیا اور عام طور پر ارباب فتاویٰ نے اس کو اختیار کیا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تمام فقہاء یہ جانتے ہوئے کہ بالکل ختم نہیں ہوتی اور نہ تمام اجزاء متغیر ہوتے ہیں بلکہ سابقہ حقیقت کے کچھ اثرات باقی رہتے ہیں، اس کو مطہر قرار دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ امام محمد کے وقت ہی سے یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لیے غالب تغیر کافی ہے، کلی تغیر ضروری نہیں۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ بنیادی اوصاف کا تغیر ہو اور خارجی اوصاف کے تغیر سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوگا۔ اسی لیے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر ناپاک دودھ کا پیئر بنا لیا جائے، ناپاک گیہوں کا آفاتیا کر لیا جائے یا ناپاک آٹا کی روٹی بنائی جائے تو طہارت حاصل نہ ہوگی اس لیے کہ یہ محض شکلوں کی تبدیلی ہے۔ ماہیت یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی نہیں۔^{۳۶}

نام کی تبدیلی کا اثر

علامہ ابن حزم ظاہری نے ”المحلی“ میں اس موضوع پر کافی مفصل کلام کیا ہے۔ ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کی بنیادی صفات میں ایسی تبدیلی کہ اس سے نام تبدیل ہو جائے انقلابِ ماہیت کے لیے کافی ہے، انہوں نے اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں اور پھر کہا ہے کہ:

الاحکام للاسماء والاسماء احکام اسرار پر مرتب ہوتے ہیں اور اسرار
تابعة للصفات التي هي حدما هي ان صفات کے تابع ہیں جو ان کی مختلف
فيه الفرق بين انواعه^{۳۹} قسموں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں۔

انہوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے اگر وہ نام باقی نہ رہے تو حکم بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس کے مکلف نہ ہوں گے۔ نام کی تبدیلی سے ماہیت اور حکم کی تبدیلی کو فقہاء حنفیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔^{۳۹}

انقلابِ ماہیت میں نفس مادہ تبدیل نہیں ہوتا

مگر ابن حزم نے ذرا وضاحت کے ساتھ اس سے اگلی بات بھی تحریر کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہم انقلابِ ماہیت کہتے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم حکم کے تغیر کا فیصلہ کرتے ہیں، اس میں نفس ذات تبدیل نہیں ہوتی، وہ قائم رہتی ہے اس کے صرف بنیادی مفہم تبدیل ہوتے ہیں۔ خون بدل کر گوشت ہو جاتا ہے۔ نام اور اوصاف بدل گئے اب وہ گوشت ہے خون نہیں، مگر ذات ایک ہی ہے۔ گوشت بدل کر چربی ہو جاتی ہے اب وہ گوشت نہیں ہے چربی ہے، مگر ذات ایک ہی ہے۔ پانی ہوا بن جاتا ہے یا نمک سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب یہ ہوا یا نمک ہے، پانی نہیں ہے، مگر ذات تو ایک ہی ہے۔ فالدم ليستحيل لحمًا فهو حينئذ لحم وليس دما والعين واحدة واللحم ليستحيل شحمًا فليس لحمًا بعد بل هو شحمًا والعين واحدة.... والماء ليستحيل هواءً امتصعداً وملحاً جامداً فليس هو ماءً بل ولا يجوز الوضوء به والعين واحدة۔^{۳۹}

صاحب دلیل العروة الوثقی نے بھی انقلابِ ماہیت کے موضوع پر کلام کیا ہے۔ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ انقلابِ ماہیت یہ ہے کہ کسی شئی کی حقیقت اور صورتِ نوعیہ میں تبدیل ہو جائے۔ خارجی اوصاف و اجزاء کے تغیر و تبدل کا اعتبار نہیں۔ وہی تبدل حقیقۃ الثبوتی و صورتہ النوعیۃ الی صورتہ آخری فانہا تطہر النجس بل المتنجس کالعذرة تصیر تراباً..... واما تبدل الاوصاف و تفوق الاجزاء فلا اعتبار بہما کالحنطة اذا صارت طحینا او عجینا او خبزاً۔

اسی کتاب کے حاشیہ پر انقلابِ ماہیت کی حقیقت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تغیر صرف نوعیت میں ہوتا ہے مادہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ مادہ ایک رہتا ہے صرف صورتِ نوعیہ کے فرق سے امتیاز پیدا ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی مادہ صورت سے الگ ہو کر پایا نہیں جاسکتا۔ اسی لیے اسی مادہ کی مختلف صورتیں بنتی ہیں اور نام اور اطلاقات تبدیل ہوتے ہیں اس لیے انقلابِ حقیقت دراصل انقلابِ صورتِ نوعیہ کا نام ہے۔

انقلابِ صورت کی شکلیں

یہ انقلابِ صورت بالعموم دو طور پر ہوتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت (جس سے وہ صورت تیار ہوتی تھی) کسی خارجی سبب سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس تفرق کے نتیجے میں نئی صورتیں اور نئے اطلاقات وجود میں آتے ہیں مثلاً کسی لکڑی کو جلا دیا جائے تو لکڑی کے عناصر جل کر بکھر جائیں گے اور راکھ دھول اور بھاپ میں تبدیل ہو جائیں گے، جل کر بکھر جانے کی بنا پر متعدد صورتیں اور متعدد نام وجود میں آجائیں گے مگر مادہ تو ایک ہی رہے گا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت تو ختم نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری نوعیت میں تبدیل ہو جاتی ہے، مثلاً گدھا نمک میں گر کر نمک بن جائے۔

ان التبدل دائماً یکون فی الصورة النوعیۃ واما المادة فہی لا تبدل الی مادة آخری من دون فرق بین ہذہ المادة و تلك المادة

الا بالصورة اما المادة فهي واحدة فيها والسرفى ذلك هو أن المادة لا توجد وحدها مجردة عن الصورة ثم إن التبدل في الصورة وإن شئت فغير عنه بتبدل الحقيقة الذي هو الصورة النوعية يكرن على أنحاء فتارة يتبدل بالتفريق كما تصنع النار بالاجسام فانها تتفرق الى رواد ودخان وبخار ونحو ذلك واخرى بالتبدل الى نوع آخر بلا تفريق كما فعل في المملحة التي تبدل الحيوان مثلاً ملحاً ۱۱۰

کتاب الرضاۃ کے ایک جزئیہ سے تائید

فقہاء نے کتاب الرضاۃ میں ثبوت رضاعت کے مسئلے کے تحت جو گفتگو کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اختلاط کی صورت میں تبدیلی ماہیت کے لیے اصل مادہ کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اس کی طبعی خاصیت، صورت نوعیہ یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے۔

چھوٹا بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس دودھ میں کھانا ڈال کر پکا دیا جائے تو اگرچہ دودھ کی مقدار بکثرت محسوس ہوتی ہو مگر اس کے استعمال سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی حالانکہ دودھ کا مادہ باقی ہے، صرف اس کی صورت نوعیہ تبدیل ہوئی ہے کہ پہلے وہ خالص دودھ تھا اور اب دودھ والا کھانا ہے۔ کاسانی فرماتے ہیں فان اختلط بالطعام فان مسته النار حتى نضج لم یحرم فی قوله سم جميعاً لانه تغیر عن طبعه بالطبع ۱۱۱

عورت کے دودھ میں بکری کا دودھ مل جائے اور بکری کے دودھ کی مقدار غالب ہو تو اس دودھ کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی ۱۱۲۔ حالانکہ بکری کے دودھ کے غلبہ سے عورت کے دودھ کا مادہ فنا نہیں ہوا، صرف تناسب بدل گیا ہے۔ اب بکری کے دودھ کے غلبہ کی بنا پر بکری کا دودھ کہلائے گا عورت کا نہیں۔

اگر عورت کے دودھ میں کوئی دوا یا پانی یا کوئی اور چیز ملادی جائے اور

کوئی چیز ملا دی جائے اور اس کا رنگ مزہ بو کا غالب حصہ تبدیل ہو جائے تو ایسے دودھ کے پینے سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

وفی غیرہ بتغییر طعم اولون اوریح کما روی عن ابی یوسف لکنہ

مگر رنگ مزہ اور بو کی تبدیلی سے مادہ دودھ تو تبدیل نہیں ہوا، صرف صورت نوعیہ تبدیل ہوئی۔ اسی طرح شراب کو سرکہ بنانے کی بحث کے ذیل میں آچکا ہے کہ اگر شراب میں نمک، سرکہ یا اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے اس کی تلخی ختم ہو کر کھٹاپن آجائے اور نشہ ختم ہو جائے تو یہ سرکہ ہے اور اس کا استعمال حلال ہے، حالانکہ سیال مادہ اب بھی وہی ہے اور سارا تصرف اسی مادہ میں کیا گیا ہے، بس صرف مزہ، نام اور نسبت تبدیل ہو گئے ہیں۔

فقہاء نے مختلف ابواب کے تحت قلبِ ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ

کیا ہے وہ درج ذیل ہیں :

جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شئی کے اندر دوسری شئی کا ملانا، ہوا لگانا، دباؤ دینا، وقت گذرنا، وغیرہ۔

آج کے جدید ترین دور میں قلبِ ماہیت کے بہت سے اسباب ہیں۔ کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء میں کثرت سے اس قسم کے تغیرات ہوتے ہیں جن سے ماہیت بدل جاتی ہے۔

گندے پانی کو فطر کرنا

آج کل شہروں میں پانی کو فطر کرنے کا رواج عام ہے۔ گندے اور غلیظ پانی کو فطر کر کے اس کے گندے عناصر کو الگ کر دیا جاتا ہے اور اس پانی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ انقلابِ ماہیت کے ضابطہ کے مطابق اس کی گنجائش نظر آتی ہے، بشرطیکہ اس میں گندگی کے اثرات محسوس نہ ہوں اور ابتلاء عام ہو اس لیے بقول امام محمد :-

آن النجاسة لما استتاحت
 جب نجاست تغیر ہو جائے اور
 وتبدلت اوصافها ومعانیها
 اس کے اوصاف و معانی تبدیل

خرجت عن كونها نجاسة ہو جائیں تو وہ نجاست باقی نہیں رہتی
 لانها اسم لذات موصوفة اس لیے کہ نجاست ایک خاص صفت والی
 فنعدم بالعدم الوصف چیز کا نام ہے، جب وہ وصف ختم ہوگا
 وصارت كالخمر اذا تو نجاست کا نام بھی ختم ہو جائے گا اور
 تخللت ۵۵ یہ اسی طرح ہے جیسے شراب سر کر بن جائے

ناپاک کو پاک کرنے کے چند فقہی نظائر

فقہاء کے یہاں کئی ایسے نظائر ملتے ہیں جن میں ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا ذکر ملتا ہے مثلاً ناپاک تیل یا ناپاک شہد کو پاک کرنے اور قابل استعمال بنانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کو ہانڈی یا کسی برتن میں رکھ کر اس میں پانی ملا دیں اور آگ پر چڑھا دیں۔ پھر اس کو اتنا جلائیں کہ سارا پانی جل جائے اور تیل یا شہد کی اصل مقدار باقی رہ جائے، اس طرح تین بار کیا جائے تو شہد یا تیل پاک ہو جائے گا یہ امام ابو یوسف کی رائے ہے، امام محمد کو اس سے اختلاف ہے، مگر بقول علامہ شامی اور دیگر فقہاء فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اس لیے کہ لوگوں کے لیے اس میں سہولت ہے۔ ولو تنجس العسل فطهيرة ان يصب فيه ماء بقدره فيغلى حتى يعود الى مكانه، والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعول الدهن الماء فيرفع لبقته، هكذا ائذت موات، اهو وهذا عند ابى يوسف خلافا للمحمد وهو اوسع، وعليه الفتوى كما في شرح الشئخ اسماعيل عن جامع الفتاوى۔ ۵۶

امام ابو یوسف تو اس گوشت کو بھی پاک بنانے کے قائل ہیں جس کو شراب میں جوش دے کر پکا دیا گیا یا گہیوں نجس پانی میں بھگو دیا گیا اور وہ اسی پانی میں بھول گیا۔ کھال کو ناپاک تیل یا کسی ناپاک سیال مادہ سے دباغت دیا گیا ان صورتوں میں امام محمد اور بعض روایات کے مطابق امام ابو حنیفہ کا خیال یہ ہے کہ ان کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ مگر امام ابو یوسف گہیوں اور کھال کے بارے میں کہتے ہیں کہ تین بار پانی سے صاف کیا جائے اور ہر بار سکھایا جائے، گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پاک پانی میں تین بار پکا یا جائے اور ہر بار خشک اور

ٹھنڈا کیا جائے۔ علامہ کا سانی فرماتے ہیں:

وما قالہ محمد اقیس،
وما قالہ ابو یوسف اوسع
امام محمد کا قول قیاس کے مطابق
ہے لیکن امام ابو یوسف کے قول کی
بنیاد توسع پر ہے۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں موجود ہیں جن میں عموم بلوی کے پیش نظر عام ضابطہ سے سہٹ کروگوں کی حاجات کا خیال رکھا گیا ہے مثلاً کنویں میں نجاست گر گئی پورا کنواں ناپاک ہو گیا مگر مختلف چیزوں کے تناسب سے مختلف مقدار مقرر کی گئی کہ اتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا، حالانکہ آخری ڈول سے قبل تک پورا پانی ناپاک تھا اور آخری ڈول نکلنے ہی پورا پانی پاک ہو گیا، اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات بھی ناپاک نہیں رہے۔ علامہ کا سانی امام کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فان الدولو الاٰخیر
تقین للنجاسة شرعاً
بدلیل انه اذا نضحی عن
رأس البئر یبقی الماء
طاهراً وما یتا قطر فیہا
من الدولو سقط اعتبار
نجاستہ شرعاً د فعاً
للحرج اذا لو اعطی للقطرات
حکم النجاستہ لم یطہر بئر
ابدأ وبالناس حاجة الی
الحکم بطہارة الآبار بعد
وقوع النجاسات فیہا

اس لیے کہ آخری ڈول نجاست
کے لیے شرعاً متعین ہے اس دلیل
سے کہ کنویں کے سرے سے یہ آخری
ڈول جوں ہی نکل جاتا ہے تو بقیہ
پانی پاک ہو جاتا ہے۔ رہے اس
ڈول سے ٹپکنے والے قطرات تو دفع
حرج کے لیے شرعاً اس کی نجاست کا
اعتبار ساقط ہے، اس لیے کہ ان قطرات
پر نجاست کا حکم لگایا جائے تو کنواں
کبھی پاک نہ ہوگا۔ جب کہ لوگوں کو
نجاست کرنے کے بعد کنواں کی طہارت
کی ضرورت ہے۔

مذکورہ مسائل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں بلکہ عموم بلوی کے
تمام مسائل میں فقہار نے کافی رعایت کا معاملہ کیا ہے۔ اس روشنی میں اگر کسی

نہر یا ندی کا گندہ پانی فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا۔ ایک تو انقلابِ ماہیت کی بنیاد پر دوسرے اس لیے کہ آج شہروں میں لوگوں کو استعمالی پانی کی جو دقت ہے اس کے پیش نظر اس میں توسع کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

ناپاک چربی سے تیار ہونے والے صابن کا حکم

آج کل صابن میں عموماً چربی ڈالی جاتی ہے اور یہ چربی مردار کی بھی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہو سکتا ہے، لیکن یہ چربی دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر جب صابن میں تبدیل ہوگئی تو اب یہ مردار کی چربی نہیں رہی۔ یہ پاک صابن ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ فقہاء نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس جزئیہ کو بیان کیا ہے۔ علامہ شامی رقم طراز ہیں۔

جعل الحسن النجس فی صابون یفتی بظہارہ لانه تغیر والتغیر
یظہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی وظاہرہ ان دهن المیتة کذلک
للتغیرہ بالنجس دون المتنجس.... وعلیہ یتفرع ما لو وقع انسان
او کعب فی قدر الصابون فصار صابوناً یكون طاهراً بتبدل الحقیقة

علامہ شامی نے امام محمد کے انقلابِ ماہیت والے اصول پر ناپاک مادہ سے تیار ہونے والے صابن کو پاک قرار دیا ہے۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حکم صرف صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ انقلابِ ماہیت کی ہر صورت جس میں ابتلا عام ہو اس کا حکم یہی ہے۔ خواہ وہ بسکٹ ہو جس میں چربی ملائی جاتی ہو یا ٹوٹھ پیٹ ہو جس میں مردار ہڈیوں کا پاؤڈر ملایا گیا ہو۔

ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل
فیہ کل ما کان فیہ تغیر والقلاب حقیقة وکان فیہ بلوی عامۃ
ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ مرہم

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہڈیوں سے تیار ہونے والے کسی چیز کا مرآۃ ذکر تو نہیں

ملا لیکن انقلاب ماہیت کے مفتی بہ اصول پر اس کی پوری گنجائش نظر آتی ہے۔ البتہ فقہ مانکی کی کتاب مطاب علی خلیل میں مردار کی ہڈی سے تیار شدہ مرہم کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں مختلف روایات نقل کی گئی ہیں۔ امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کا مرہم لگائے ہوئے ہو تو اس حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ابن عرفہ نے بھی یہی بات شیخ کی روایت سے نقل کی ہے لیکن ابن اجنون سے منقول ہے کہ یہ مرہم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یعنی یہ پاک ہے۔ فقہ مانکی میں بھی انقلاب ماہیت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے اس سے ابن اجنون کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔ بالخصوص اس صورت میں جب کہ خالص ہڈیوں کے یا وڈرہی سے مرہم یا ٹوٹھ پیسٹ تیار نہ کیا گیا ہو بلکہ بہت سی اشیاء سے مل کر تیار کیا گیا ہو۔ بلکہ بہت ممکن ہے کہ مذکورہ اختلاف شاید صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہو جب کہ پورا مرہم یا وڈرہی سے تیار کیا گیا ہو اور اس میں کوئی اور شئی نہ ملائی گئی ہو اس صورت میں انقلاب ماہیت مشکوک ہو جاتا ہے۔

ذکر فی الطراز عن مالک فی المرتک (مرہم) المصنوع من عظام المیتة لا یصلی بہ وعن ابن الماجشون انه یصلی بہ وقال ابن عرفة روی الشیخ ان جعل مرتک صنع من عظم میتة لقرحة وجب غسلہ ۱۵۶

انگریزی اور ہومیوپیتھ دواؤں کا حکم

یہاں اہم ترین مسئلہ ان دواؤں کا ہے، جن میں الکوحل یا دوسری نجس اشیاء (مثلاً مذبح جانوروں کا خون وغیرہ) ملائی جاتی ہیں جو دوا کے مختلف اجزاء سے مل کر ایک نئی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ آج کل زیادہ تر انگریزی دواؤں اور ہومیوپیتھ دواؤں کا یہی حال ہے۔

اس مسئلہ پر ہم کئی اعتبار سے غور کر سکتے ہیں۔

(۱) حرام چیزوں سے علاج کا جواز ہے یا نہیں؟ (۲) الکوحل کی حقیقت کیا ہے؟

فقہ حنفی کی رو سے کیا اس پر قرآنی خمر کا اطلاق ہوتا ہے (۳) اور دواؤں میں ڈالنے کے

بعد اس کی ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں؟

حرام چیزوں سے علاج کا مسئلہ

حرام اور ناپاک چیز سے علاج کے باب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔
 حنا بلہ مطلقاً عدم جواز کی طرف گئے ہیں۔ ان کے نزدیک نہ کسی حرام چیز سے علاج
 جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملائی گئی ہو۔
 شافعیہ کے نزدیک خالص حرام یا نجس چیز سے علاج درست نہیں، اسی طرح
 مسکرات سے علاج درست نہیں، البتہ اگر اس کو کسی جائز دوا میں اس طرح ملا دیا جائے
 کہ وہ باہم ایک دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے اور یا نکل حل ہو جائے جس کو فقہی اصطلاح
 میں استہلاک کہتے ہیں تو اس سے علاج درست ہے بشرطیکہ یہ دوا تجویز کرنے والا
 ڈاکٹر ماہر ہو اور اس مرض میں علاج کے لیے یہی دوا متعین ہو اور کوئی دوسری جائز دوا
 موجود نہ ہو۔
 کسی ماہر ڈاکٹر نے اس رائے کا اظہار کیا ہو۔

مانکیہ اس باب میں حنا بلہ کے ہم خیال ہیں۔
 البتہ انتہائی شدید صورتِ حال میں خارجی استعمال کے لیے اس کی اجازت ہے۔

حنفیہ کا نقطہ نظر

حنفیہ میں اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ سے مشہور روایت یہ
 ہے کہ حرام چیزوں سے علاج درست نہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک
 درست ہے۔

لیکن عام طور پر فقہاء احناف نے دونوں قول کو ملا کر یہ موقف اختیار کیا
 ہے کہ اگر طبیب حاذق مریض کے لیے کوئی حرام دوا تجویز کرے اور کہے کہ اس کے
 علاوہ کوئی جائز دوا موجود نہیں ہے تو ایسے مریض کے لیے حرام دوا استعمال کرنا جائز ہے۔
 حنفیہ کا یہی قول معمول بہ ہے۔ فقہ حنفی کے کئی نظائر سے اس کی تائید ہوتی ہے۔
 پیاسے کو ضرورتاً شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے۔ نکیہ کی صورت

میں بطور علاج اس کی پیشانی پر خون سے سورہ فاتحہ لکھنا جائز ہے۔^{۹۹} اور حدیث پاک کی بنا پر مرد کے لیے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت ہے۔ تو کسی ایسی دوا کا استعمال کیوں جائز نہ ہوگا جس میں حرام چیز ملی ہوئی ہو یا ناپاک مادہ سے تیار ہوئی ہو۔

عدم جواز کے دلائل

جو حضرات حرام چیزوں کو بطور علاج استعمال کرنے کے قائل نہیں ہیں ان کے استدلال کی بنیاد حسب ذیل روایات ہیں۔
ابوداؤد میں حضرت بوالدردر کی روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله انزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواءً فتداواوا ولا تتداواوا بحرام^{۱۰۰}
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ نے مرض اور دوا دونوں نازل فرمائے اس لیے علاج کرو مگر حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔
حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے :

ان طارق بن سويد سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الخمر فنهاه ثم سألته فنهاه او كرهه ان يصنعها فقال انما اصنعها للدواء فقال النبي صلى الله عليه وسلم انه ليس بدواء ولكنه داء^{۱۰۱}
طارق بن سويد نے نبی کریم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا یا آپ نے شراب بنانے کو پابند فرمایا تو انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی یہ میں دوا کے لیے بناتا ہوں تو نبی کریم نے ارشاد فرمایا یہ دوا نہیں ہے یہ تو بیماری ہے۔
حضرت ام سلمہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :
ان الله لم يجعل شفاءكم في حرام^{۱۰۲}
بیشک اللہ نے حرام چیزوں میں شفا کے لیے شفا نہیں رکھی۔

مذکورہ روایات میں حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے سے روکا گیا ہے لیکن جو حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ روایات حالت اختیار سے متعلق ہیں۔ یعنی اگر مریض کے پاس کوئی متبادل جائز دوا موجود ہو تو حرام یا ناپاک دوا

استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

امانی الاجبار میں لکھا ہے کہ جس طرح سخت بھوک کی حالت میں حرام چیز حلال بن جاتی ہے اور ان کی حرمت متعلقہ شخص کے لیے باقی نہیں رہتی اسی طرح کسی مرض کا علاج اگر متعین طور پر معلوم ہو جائے کہ فلاں ناجائز دوا ہی سے ممکن ہے تو اس کی حرمت بھی متعلقہ مریض کے لیے ختم ہو جائے گی، وہ اس کے لیے حرام نہیں رہے گی اس لیے حرام سے علاج کا الزام اس پر نہیں آئے گا اور مذکورہ احادیث کے خلاف نہ ہوگا۔

خمر کا اطلاق

دوسرا مسئلہ الکوحل کا ہے کہ اس کا تعلق شراب کی اس قسم سے ہے اور فقہ حنفی کی رو سے اس حرمت کا درجہ کیا ہے؟ دراصل خمر کے تعلق سے قرآن میں آیت آئی ہے۔

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ
الذُّكَّانُ وَالْأَسْمَارُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِهِمْ
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ (باندہ: ۹۰)

مگر خمر کس قسم کی شراب کو کہتے ہیں۔ فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق حقیقی معنی میں صرف انگوری شرابوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا دو ثلث جلانہ دیا گیا ہو۔ دوسری شرابوں پر اس کا اطلاق مجازاً ہے یا بالواسطہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) کے نزدیک خمر ہر قسم کی شراب کو کہتے ہیں۔ صاحب القاموس نے لغوی طور پر خمر کا اطلاق ہر قسم کی شراب پر کیا ہے۔ مگر امام لغت علامہ زحشری نے اس کے لغوی معنی وہی بتائے ہیں جو امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ علامہ زحشری کا مقام صاحب القاموس سے مقدم ہے۔

دیگر ائمہ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور نے ہر مسکر پر خمر

۱۰۔ محمدات کے ذریعہ علاج کے جواز و عدم جواز کے موضوع پر راقم نے اپنی کتاب 'صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات' مطبوعہ ادارہ تحقیق ۱۹۹۴ء میں دونوں طرف کے دلائل کی روشنی میں صحیح نقطہ نظر واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ ہو بحث وحوالہ چیزوں سے علاج کیا جائے، ص ۲۵۹ تا ۲۸۰۔ بحث 'محمدات کے ذریعہ علاج' ص ۲۸۵-۳۲۲ (عمری)

کا اطلاق فرمایا ہے اور انگوری وغیر انگوری کی تفریق نہیں کی ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

کل مسکر خمر و کل خمر حرام ^{۱۷} ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔

مگر حنفیہ اس طرح کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان میں خمر کا اطلاق تمام مسکرات پر حقیقی طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر ہے اس لیے کہ لذت اور عربوں کے حقیقی اطلاق کے لحاظ سے خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے۔ یاد دو تہائی سے کم پکی ہوئی انگوری شراب پڑا اور قرآن نے حرمت کا حکم خمر پر عائد کیا ہے، اس لیے یہ حکم صرف اس کے حقیقی معنی ہی پر عائد ہوگا۔ باقی شرابیں معنوی اشتراک کی بنا پر خمر کے ذیل میں آتی ہیں۔ وہ علتِ سکر کے ساتھ مقید ہوں گی۔ اس لیے کہ ان کی حرمت کا ثبوت اجتہاد یا اخباراً آحاد سے ہے، اس لیے ان کو وہ قطعیت حاصل نہیں ہے جو خمر کو حاصل ہے، اور جو مسئلہ اجتہاد اور قیاس سے ثابت ہو وہ اپنی علت کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، اگر کسی صورت میں وہ علت موجود نہ ہو تو حکم بھی عائد نہ ہوگا۔ مثلاً انگور کے شیرہ کو اتنا پکا دیا جائے کہ اس کا دو تہائی جل جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے، یا انگور کے علاوہ کسی دوسری چیز کی شراب اگر اس کو تھوڑا اپنے سے نشہ آئے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ بشرطیکہ اس کا استعمال نیک مقاصد مثلاً تقویت یا علاج وغیرہ کے لیے کیا گیا ہو، محض لہو و لعب مقصود نہ ہو اور صرف اتنی ہی مقدار استعمال کی جائے جس کے باہرے میں یقین یا غلبہ و گمان ہو یا عادتاً علم ہو کہ اس سے نشہ پیدا نہ ہوگا، البتہ امام محمد کو اس رائے سے اختلاف ہے ^{۱۸}

حنفیہ کے دلائل

ان حضرات کے سامنے ایک تو لغوی اطلاق ہے، دوسرے بعض روایات و آثار سے ان کو تقویت ملتی ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

الخمير من هاتين الشجرتين ^{۱۹} یعنی خمر ان دونوں درختوں سے یا پرتوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اتی بنیذ فشمہ فقطب
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
بنیذ لائی گئی، آپ نے اس کو سونگھا تو
چہرہ مبارک اس کی شدت کی وجہ سے
متغیر ہو گیا پھر آپ نے پانی منگوا یا اور
اس میں ڈالا اور پھر اس سے نوش فرمایا۔
منہ تہ

حضرت عائشہ روایت فرماتی ہیں :-

کنا ننتبذ لوسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لیے ایک برتن میں بنیذ بناتے تھے ہم
ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی کشمش اس
میں ڈالتے پھر پانی اس پر ڈال دیتے
تھے، اس طرح ہم صبح میں بنیذ بناتے
تو حضور رات میں نوش فرماتے اور رات
میں بنیذ بناتے تو صبح نوش فرماتے تھے۔
سقاء فناخذ قبضۃ من تمر
وقبضۃ من زبیب فطرجمہما
نعم نصب علیہ الماء فننتبذہ
غدوۃ فی شربہ عشیۃ وبتبذ
عشیۃ فی شربہ غدوۃ۔ لہ

حضرت عمر کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر کو تحریر

فرمایا :-

انی اتیت بشراب من
السام طیب حتی ذہب
ثلثاۃ وبقی ثلثۃ فذہب
منہ شیطانہ وریح جنونہ
وبقی طیبہ وحلالہ فمر
المسلمین قبلک فلیتوسعوا
بہ فی اشریتہم لہ
میرے پاس شام سے ایک شراب
آئی جس کو پکا کر دو ثلث جلا دیا گیا اور
ایک ثلث باقی رہا تو اس سے اس کے
شیطانی اور جنونی اثرات ختم ہو گئے
اور طیب و حلال حصہ باقی رہ گیا اپنی
طرف مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنے مشروب
میں وسوت سے کام لیں۔

اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جب تک شراب کا دو تہائی حصہ نہ جلا دیا گیا
ہو اس کی قوت مسکرہ باقی رہتی ہے اور دو تہائی جل جانے کے بعد وہ لائق استعمال

بن جاتی ہے۔

خمر اور دوسری شرابوں میں فرق

ان روایات سے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ انگور کی مخصوص شرابوں کے علاوہ تمام شرابوں کی حرمت قطعی نہیں ہے بلکہ اجتہادی ہے، یعنی اس کی حرمت سکر کے ساتھ مشروط ہے اور بہت تھوڑی مقدار جو کسی جائز مقصد کے لیے استعمال کی جائے اور سکر پیدا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

خمر انگوری کی حرمت چونکہ قرآن سے صاف طور پر ثابت ہے اس لیے یہ شراب اپنے حقیقی مصداق میں بلا کسی علت کے حرام ہے، اور اس کا قلیل اور کثیر دونوں حرام ہیں، لیکن دوسری شراب حرام تو ہیں مگر اتنی تھوڑی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو (اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی تجویز، علیہ لگمان اور عادت سے کیا جائے گا) اس کی گنجائش ہے۔

قلیل و کثیر میں فرق

اور اس پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ ایک چیز جب حرام ہے تو پوری ہی حرام ہونا چاہیے۔ کثیر حرام ہو اور قلیل حرام نہ ہو، یہ بالکل عجیب بات ہے۔ مگر کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ میں اس طرح کی اور بھی نظیریں موجود ہیں مثلاً ریشم مردوں کے لیے حرام ہے مگر چار انگشت کے بقدر حلال ہے۔ یہی حال سونا اور چاندی کا ہے، قرآن میں نہر طلوت کا ذکر آیا ہے لشکر کے لوگوں کے لیے اس سے زیادہ مقدار میں پینا ممنوع تھا اور تھوڑی مقدار پینے کی اجازت تھی وغیرہ^{۱۴۴}

غیر انگوری شرابوں کی نجاست کا مسئلہ

یہیں پر اس کی نجاست کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غیر انگوری شرابوں کی جو

۱۴۴ اس مسئلہ میں دیگر ائمہ کے نقطہ نظر کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابن حجر، فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۶۸ تا ۱۷۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء نیز دیکھی جائے شوکانی، نہیل الاوطار ج ۸ ص ۱۹۲ تا ۲۰۵، طبع قاہرہ مصر ۱۳۱۸ھ (جلال الدین)

مقدار قلیل حلال ہے وہ پاک بھی ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوتا۔ اللہ نے کسی گندی اور ناپاک چیز کو انسانوں کے لیے حلال نہیں کیا۔ اس نے صرف پاکیزہ چیزوں کو چلال کیا ہے جس کا اشارہ قرآن لفظ ”طیبات“ سے ملتا ہے۔ طیبات کا اطلاق بہت ہی پاکیزہ چیزوں پر ہوتا ہے۔ لیکن حرمت کے لیے ناپاک ہونا ضروری نہیں۔

بعض پاک چیزیں بھی حرام ہیں مثلاً زہر قاتل پاک ہے مگر حرام ہے۔
علامہ شامی رقم طراز ہیں۔

والحاصل انه لا يلزم من حرمة الكثير المسكر حرمة قليله ولا نجاسته مطلقا الا في المائعات لمعنى خاص بها، اما النجاسات فلا يحرم منها الا الكثير المسكر، ولا يلزم من حرمة نجاسته كاسم القاتل فانه حرام مع انه طاهر^{تک}

اس تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فقہ حنفی کے مطابق وہ مسکرات جو انگوڑی کے علاوہ کسی اور چیز سے تیار ہوتے ہیں یا ان کو کافی مقدار میں پکا کر جلا دیا جاتا ہے۔ ان کی خرید و فروخت اور جائز مقاصد کے لیے ان کا استعمال درست ہے بلکہ اس میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے بشرطیکہ حدِ سکر سے کم مقدار میں استعمال کی جائے۔ فقہ حنفی میں اس سلسلے میں کافی توسع پایا جاتا ہے، اس سے آج کے دور میں بہت فائدہ اٹھانا چاہیے۔

الکوحل کا مسئلہ

الکوحل (جو کہ جوہر شراب ہے) اس کا استعمال آج کل عام ہے۔ الکوحل سے پاک چیزوں کی کمی کی بنا پر آج لوگوں کے لیے کافی دقتوں کا سامنا ہے۔ الکوحل کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے ”تکملہ فتح الملہم“ میں اپنی تحقیق تحریر کی ہے کہ میں نے اس کے لیے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا سے مراجعت کی اور اس کے فارمولے کو دیکھا تو اس فہرست میں نہیں انگوڑیاں کھجور کا ذکر نہیں تھا فہرست میں جن چیزوں کے نام دئے گئے تھے وہ درج ذیل ہیں:

قلب ماہیت

شہد، پکا یا ہوا گاڑھا شیرہ دانہ، جو، جودار، انناس کارس، سلفات اور گندھک اس کا مطلب ہے کہ الکوحل ایک غیر انگوری مسکر ہے اس لیے اس کی حرمت خمر سے کم ہے اور سکر کی علت کے ساتھ مشروط ہے، الکوحل کی وہ مقدار یا الکوحل سے تیار کردہ وہ مرکب جس سے نشہ پیدا نہ ہو اس کا استعمال فقہ حنفی کے مطابق درست ہے اور آج لوگوں کی حاجتوں کے پیش نظر فقہ حنفی کے اس قول کو اختیار کرنا زیادہ آسان ہے۔

وانما نہیت علی هذا لان الکحول المسکرۃ (Alcohols) الیوم صارت تستعمل فی معظم الادویۃ وقد عمت بہا البلویۃ واشتد الیہا الحاجۃ والحکم فیہا علی قول ابی حنیفۃ سهل لانہا ان لم تکن مصنوعۃ من النبی من ماء العنب فلا یحرم بہا عندہ والذی ظہر لی ان معظم هذه الکحول لا تصنع من العنب بل تصنع من غیرہا وراجعت لہ دائرۃ المعارف البریطانیہ المطبوعۃ ۱۹۵۰ م ۱: ۵۲۲، ۵۲۳ فوجدت فیہا حدیثا لا للمواد التي تصنع منها هذه الکحول فذکر فی جملتها العسل والدبس والخب والشعیر والجودار وعصیرانانا من (التفاح الصوبری) والسلفات والکبریئات ولم یذکر فیہا العنب والتمر ^{۵۲۶}

تیسرا پہلو ہے انقلاب ماہیت، الکوحل اسپرٹ یا خون یا اس طرح کی کوئی اور حرام اور ناپاک چیز شامل کر کے کیمیاوی عمل کے ذریعہ ایک مرکب تیار کر لیا گیا تو ان نجس اشیاء کی ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں؟

اوپر تبدیل ماہیت سے متعلق جو جزئیات نقل کی گئی ہیں، ان کی روشنی میں یہ بھی انقلاب ماہیت ہی کی صورت معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ شراب میں بنیاداً طور پر ایک ہی وصف ہوتا ہے۔ مرارہ (تخی) یا سکر، دو امیں ڈالنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ انگریزی دوائیں پینے سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، ممکن ہے زیادہ مقدار استعمال کرنے پر غشی یا چکر کی کیفیت پیدا ہو مگر یہ دوا کی قوت کا اثر بھی ہو سکتا ہے سکر ہونا ضروری نہیں، البتہ الکوحل کا نفسانہ ختم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی کیفیت سکر ختم ہو جاتی ہے، نفس مادہ اپنی دوسری خصوصیت اور قوت کے ساتھ دوا کے اندر موجود رہتا ہے، اس لیے کہ دوا میں

الکوحل ڈالنے کا مقصد دوا کا تحفظ و بقا ہے۔ اس سے دوا ایک خاص مدت تک محفوظ رہتی ہے، خراب نہیں ہوتی، تو الکوحل اگر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ فنا ہو گیا ہوتا تو دوا کے تحفظ کی تاثیر اس میں باقی نہ رہتی مگر اس سے حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس لیے کہ اوپر ہم متعدد جزئیات و نظائر کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ انقلابِ ماہیت کے لیے تمام خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں، ان بنیادی صفات کا ازالہ ضروری ہے اور کسی بھی مسک میں بنیادی وصف اس کا مزہ یا سکر ہو سکتا ہے اور وہ باقی نہیں رہتا اس لیے کہ اس کا مزہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے اور سکر بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہی حال دوسری نجاستوں کا بھی ہے کہ دواؤں میں ڈالے جانے کے بعد ان میں بھی انقلابِ ماہیت کا عمل ہوتا ہے اس لیے کہ نہ ان کا رنگ باقی رہتا ہے اور نہ مزہ اور بو، دوا میں مل کر ایک نیا مرکب تیار ہوتا ہے جس کا رنگ بو اور مزہ الگ ہوتا ہے۔ البتہ اس کی تاثیر (جس مقصد کے لیے بھی ان کو ڈالا جاتا ہے) ضرور باقی رہتی ہے، مگر یہ جزوی بقا ہے جس سے انقلابِ ماہیت کے عمل پر اثر نہیں پڑتا۔

مذکورہ تینوں پہلوؤں پر ایک ساتھ غور کرنے سے انگیزی اور ہومیوپیتھ دواؤں کا مسئلہ حل ہوتا نظر آتا ہے، اس لیے کہ اولاً فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق حرام اور نجس چیز سے علاج درست ہے اور فقہ شافعی کی رو سے اگر نجس چیز کسی جائز دوا میں مستہلک ہو جائے اور باہم تمیز نہ رہے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ دوسرے، دواؤں میں زیادہ تر الکوحل کا استعمال ہوتا ہے اور الکوحل کا تعلق ایسی شراب یا ایسے مسکر سے ہے جو انگور یا کھجور سے تیار نہیں ہوتا بلکہ دوسری متفرق چیزوں سے تیار ہوتا ہے اور غیر انگوری شراب کا استعمال ضرورت کے تحت یا جائز مقاصد کے لیے درست ہے بشرطیکہ اس سے سکر پیدا نہ ہو اور جائز مقدار تک کوئی نجاست بھی باقی نہیں رہتی۔ تیسرے، الکوحل یا اس جیسی کوئی حرام یا نجس چیز دوا میں ڈالنے کے بعد اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہے۔ غرض ان تینوں پہلوؤں میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں جن سے ان دواؤں کی حرمت یا نجاست ثابت ہو سکے، بالخصوص ایسی صورت میں جب کہ ان دواؤں کے سوا کوئی اور متبادل طریقہ علاج آسانی سے میسر نہیں، اس لیے آج کے دور میں ان دواؤں کے تعلق سے کوئی منفی بات سوچنا لوگوں کو دقت میں ڈالتا ہے۔

اکابر دیوبند کے فتاویٰ پر ایک نظر

البتہ یہاں کھٹکنے والی بات صرف یہ ہے کہ ہمارے بعض اکابر دیوبند کے فتاویٰ میں اس کے استعمال کو ناجائز و حرام قرار دیا گیا ہے، مثلاً حضرت گنگوہی کے فتاویٰ میں ہے :

سوال : اکثر ادویاتِ انگریزی مثل عرق وغیرہ جو تیار ہو کر آتا ہے، بظاہر اس میں اختلاط شراب جو بوجہ سرعت نفوذ و تاثیر کے باوصف قلت مقدار جو خصوصاً نص شراب سے ہے، اور بعض واقف لوگوں سے بعض عرق و بسکٹ وغیرہ میں اختلاط شراب معلوم ہوا بھی ہے، ایسی حالت میں استعمال اس کا منع ہے یا نہیں؟

جواب : جس میں غلط شراب یا جس شئی کا ہے اس کا استعمال باوجود علم کے حرام ہے اور لاعلمی میں معذور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ^{۱۰۱}
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ ہے :

سوال : آج کل خواص و عوام بلا تکلف انگریزی ادویہ کو استعمال کرتے ہیں جن کی ساخت میں اکثر روح الخمر اور کئی فائی اسپرٹ اور سیری وائن پڑتی ہے تیلچہ، ایٹھ، وائن اکثر کٹ اسی کی لاگ سے بنائے جاتے ہیں، مگر کہا جاتا ہے کہ ان کا نشہ کم ہے سمیت بڑھی ہوتی ہے، زیادہ مقدار میں دین تو نشہ کریں مگر زیادہ میں دینے سے آدمی مر بھی جاتا ہے، مگر سب دوائیں ایسی نہیں کہ زیادہ مقدار میں دینے سے آدمی مر ہی جائے، اب فرمائیے کہ انگریزی ادویہ کا استعمال جائز ہو یا ناجائز؟

الجواب : روح الخمر و جوہر شراب چوں کہ یقیناً اجزائے خمر سے ہے، اس کی حرمت سکر پر موقوف نہیں۔ فی الدر المختار و کرمہ شرب ردى الخمر الى قوله ولكن لا يحد شاربه بلا سكر اه وقد صرحوا بحرمة تناول الغبذ الذى عجن دقيقه بالخمرا ورجب کہ اس میں سکر بھی ہو تب تو اس میں شبہ کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ سو جو اہر متعارفہ فی زمانتا میں بھی سکر ہے اور مقدار قلیل سے بالفعل سکر نہ ہونا منافی وجود سکر نہیں کیونکہ سکر سے مراد عام ہے بالقوہ ہو یا بالفعل۔ فی الدر

المختار و حوہا محمد مطلقاً و بہ یفتی الی قولہ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ام
اور اسی طرح سم ہونا بھی منافی سکر نہیں ہے بلکہ اس کا مؤید و موکد ہے کیونکہ شہی سکر کا اہک
اور سمیت ہے کما لا یخفی علی ماہر الطبیعیات اس تحقیق سے ادویہ مسلولہ کا حکم
معلوم ہو گیا کہ استعمال جائز نہیں لیکن جب کبالیقین اشیاء سے خالی ہو۔ واللہ اعلم
جواب سے ظاہر ہے کہ یہ فتویٰ اس بنیاد پر دیا گیا ہے کہ الکوحل یا اسپرٹ روح الخمر
ہے اور اجزائے خمر سے ہے جب کہ اوپر ہم دائرۃ المعارف برطانیہ کے حوالہ سے لکھ چکے
ہیں الکوحل روح شراب ضرور ہے مگر روح خمر نہیں ہے۔

دیکھ بات یہ ہے کہ ایک طرف انگریزی دواؤں کے بارے میں حضرت کا
فتویٰ یہ ہے جن میں الکوحل کی مقدار دو تین فیصد سے زیادہ نہیں ہوتی۔ دوسری طرف
اسی امداد الفتاویٰ کے ایک فتویٰ سے ہومیوپیتھک دواؤں کے استعمال کا جواز ثابت
ہوتا ہے جن میں اٹھانوے یا ننانوے فیصد جوہر شراب ہوتا ہے۔

سوال: چونکہ جدید طریقہ ہومیوپیتھک بہت زیادہ سریع التاثر ہے اور
سہل الحصول ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ایسے دیہات میں جہاں ہر وقت کوئی حکیم یا ڈاکٹر
میسر نہ آسکتا ہو دوسرے طریقہ علاج کو دوسرے مرضی پر برتے تو اس معالج کے لیے
شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ حالت ضرورت کی ہے اور ضرورت میں متاخرین نے تداوی
بغیر الطیب کی اجازت دی ہے اگر کوئی اس پر عمل کرے گنجائش ہے شبہ
اس کا مطلب ہے کہ حضرت تھانوی کو الکوحل یا اسپرٹ کے بارے میں
کوئی خاص تحقیق نہیں تھی۔ پس آپ نے سوال کے مطابق جواب دیا ہے۔ حضرت
کے ایک اور فتویٰ سے اس پر روشنی پڑتی ہے۔

سوال: انگریزی دوا جو پینے کی ہوتی ہے، اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی
ہے۔ یہ قسم ہے اعلیٰ درجہ کے شراب کی یعنی شراب کا ست ہے تو اس امر کا یقین ہو چکا
اور مسلم ہے تو انگریزی اسپتال کی دوا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: اسپرٹ اگر عنب و زریب و رطب و تمر سے حاصل نہ کی گئی ہو تو
اس میں گنجائش ہے لاختلاف ورنہ گنجائش نہیں لانتفاق۔

موجودہ دور کے ہمارے اکابر میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ فقہ و فتاویٰ کی دنیا میں ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں ان کی مشہور کتاب ”فتاویٰ حصیدیں اس تعلق سے ایک مفصل فتویٰ موجود ہے وہ اس باب میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں :

”اسپرٹ شراب کا جوہر ہے اور اسپرٹ سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی جزو علیہ نکال لیا جاتا ہے، وہ الکحل ہے گویا الکحل اسپرٹ کی روح ہے۔ اسپرٹ ہر چیپ دار چیز سے بنتی ہے جیسے بر، آلو، مہوا، گیہوں، جو، کھجور، انگور، منقہ سے بنتی ہے۔ جو اسپرٹ اور الکحل انگور، منقہ اور کھجور سے بنتی ہے وہ بالاتفاق حرام و ناپاک ہے اور جو اسپرٹ اور الکحل منقہ (کشمش) اور کھجور کے علاوہ دوسری چیزوں مثلاً بر، آلو، گربہوا، جو، گیہوں وغیرہ نباتات سے بنتی ہو اور دواؤں میں ڈالی جاتی ہو اس کو ایک روایت کی رو سے بطور دوا ضرورۃ استعمال کر سکتے ہیں گنجائش ہے مگر گنجائش بہ حال اولیٰ اور بہتر ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی کے خلیفہ مہتمم طبیب حاذق حکیم مصطفیٰ صاحب بجنوری مدظلہ اپنی کتاب ”طبی جوہر“ میں لکھتے ہیں کہ یہاں ہم صرف اس شراب کا حکم لکھتے ہیں جس سے آج کل بچنا مشکل ہو گیا ہے وہ شراب اسپرٹ ہے، انگریزی قریب قریب تمام ادویات میں شامل ہے (الی قولہ) اس کا حکم یہ ہے کہ ایک روایت کی رو سے یہ بھی حرام اور نجس ہے اور ایک کی رو سے پاک ہے اور دواء بقدر غیر منشی داخل بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ گو سلیم الطبع مسلمان کی طبیعت ایسی چیز کو جس کی پاکی اور حلت میں اختلاف ہو قبول نہیں کر سکتی (الی قولہ) لیکن عموم طوبیٰ (عام لوگوں کا مبتلا ہونا) ایسی چیز ہے جس سے فتویٰ میں ایسے موقع پر ضرور وسعت ہو جاتی ہے اس میں زیادہ تشدد نہ چاہیے۔ حضرت والا (حکیم الامت تھانوی) فرماتے ہیں کہ ہر اسپرٹ شراب اربعوں سے نہیں ہے پس ایسی اسپرٹ کا شیخین کے نزدیک استعمال جائز ہے لیکن فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے تاکہ عوام الناس کی جرات نہ بڑھ جائے، تو چون کہ یہ فتویٰ سد بابِ فتنہ کے لیے ہے اس لیے مبتلا کو گنجائش استعمال کی ہے مگر اہل تقویٰ کو مکچر کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے اور جو عوام مبتلا ہوں ان پر سختی نہ کریں۔

(پھر حکیم صاحب نے حضرت تھانوی کا وہ فتویٰ نقل کیا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں) اگر یہ دوائیں ولایت سے آئی ہوں تو چونکہ ولایت میں اکثر شرابیں بڑھانہتی ہیں اس واسطے یہ احتمال کس قدر قوت کے درجے میں ہو سکتا ہے کیا پیرٹ بھی انگور یا منقہ یا پھوار سے سے بنی ہوئی شراب کا مقطر ہو اگر ایسا ہے تو وہ حرام اور نجس ہے اور جس دوا میں وہ ملائی جائے گی وہ بھی نجس اور حرام ہے گو اس احتمال پر ہر دوا میں فتویٰ عدم جواز کا نہیں دیا جاسکتا لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اولیٰ یہی ہے کہ بلا ضرورت ایسی دواؤں کو استعمال نہ کیا جائے۔ یہاں سے حکم ہو میوہ پیتھک ادویات کا نکل آیا کہ اولیٰ یہی ہے کہ ان کو بلا ضرورت استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ ان کا اصل جزو اسپرٹ ہی ہوتا ہے اور دوسری دوا کا جزو برائے نام ہوتا ہے۔ انتہی قول حکیم صاحب کا۔

مگر اسپرٹ اور الکل ہونے کے شبہ پر ہر ایک ڈاکٹری دوا کے متعلق ناپاک اور ناجائز ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ شک کا شرع میں اعتبار نہیں ہے البتہ بچنا بہتر ہے بلا ضرورت استعمال نہ کرے۔

ابوالحسنات حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

استفتاء: اکثر ادویہ انگریزی از قبیل عرق جو ولایت سے تیار ہو کر آیا کرتے ہیں

ہو الصواب: جب یقین یا ظن اختلاط شراب وغیرہ کا ہووے اس وقت

استعمال ان چیزوں کا ممنوع ہوگا ورنہ نفس جواز بطور فتویٰ کے اور اجتناب بطور تقویٰ کے ہوگا۔ واللہ اعلم ۱۱۰

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

”ڈاکٹری علاج میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی دوا کے متعلق بالیقین یا

بغلبہ ظن یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ناپاک اور ناجائز ہے تو اس دوا کو استعمال نہ فرمائیے مطلق ڈاکٹری علاج میں کوئی مضائقہ نہیں ۱۱۰

جن ادویہ کے متعلق حرام اور ناپاک ہونے کا یقین ہے ان کو استعمال نہیں کر سکتے وہ حرام ہیں لیکن اگر ان کے سوا کوئی علاج ہی نہ ہو تو حکیم عاقل کے کہنے سے بقدر ضرورت استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ ۱۱۰

فتاویٰ کا تجزیہ

دراصل حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ وغیرہ کے زمانے میں یونانی اور پاک

دوائیں آسانی سے مل جاتی تھیں۔ انگریزی اور ہومیو پتھی دواؤں کا رواج بہت کم تھا۔ اس لیے آج کے ابتلائے عام کی شدت کا اس وقت اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا، اسی لیے ان اکابر نے از روئے فتویٰ یا از روئے تقویٰ بڑی شدت سے لوگوں کو روکا۔ اگر آج کی صورت حال ان کے سامنے ہوتی یا آج وہ خود موجود ہوتے اور یونانی دواؤں کی کمی اور جوہیں ان کی بے اثری کا مشاہدہ کرتے تو نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی رائے کیا ہوتی؟ اسی طرح اس دور میں غلط اشیاء کی موجودہ ترقی یافتہ صورت حال نہیں تھی۔ اسی لیے وہ حضرات انقلاب ماہیت کے اصول پر غور نہیں کر سکے ورنہ اگر جوہر شراب کو اصل انگور یا کھجور کا ہی مان لیا جائے تو کبھی جب شراب سرکہ بن کر اپنی ماہیت بدل سکتی ہے اور جانز ہو سکتی ہے تو دوا بن کر بالخصوص آج کے شینی دور میں اپنی ماہیت باقی نہ رکھ سکے تو تعجب کی بات نہیں۔ اسی لیے اگر انقلاب ماہیت کے اصول پر غور کیا جاتا تو شاید یہ سٹراکھارن اور پٹوا۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ دور انگریزوں سے بغاوت اور جنگ کا تھا، بالعموم ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جا رہا تھا، اس لیے علماء نے اس کی حوصلہ افزائی کو مناسب نہ سمجھا ہو۔ واللہ اعلم

جلیٹین کا مسئلہ

آج کل جلیٹین کا معاملہ بھی بہت عام ہے اور اس کی بابت بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوالات ہوتے ہیں۔ جلیٹین سے میں صحیح طور پر واقف نہیں کہ کیا ہے اور کس چیز سے بنتا ہے؟ لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ عام طور پر چمڑہ اور ہڈی ہوتا ہے۔ جس کی شکل صورت بدل جاتی ہے۔ یہ چمڑہ اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہو سکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار اور ذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں اور ہوتا ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے، اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے اور صاف کرتے ہیں، حتیٰ کہ بال ختم ہو جاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی انجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں۔ بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض اشیاء تیار کرتے ہیں۔ یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملا

ہیں۔ خاص طور سے اعلیٰ قسم کے بسکٹ اور ٹافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت بڑھاتے ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں۔

یہ قلب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے، کھال کو دباغت دینے اور دواؤں کے ذریعہ تبدیل کرنے کا عمل شرعی لحاظ سے بالکل درست ہے اور اس عمل سے ناپاک کھال پاک ہو جاتی ہے، البتہ خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی، اور اگر صرف خنزیر کی کھال یا ہڈی ہی سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ بھی پاک نہ ہوگی اس لیے کہ خبث العین ہے اور خبث العین دباغت سے پاک نہیں ہوتا۔ ۵۴

زیادہ سے زیادہ بوقت ضرورت خنزیر کا بال استعمال کرنے کی بعض فقہانے اجازت دی ہے، کاسانی لکھتے ہیں:

واہ اشعرہ فقد روی انه	خنزیر کے بالے میں ایک روایت یہ
طاهر یجوز بیعہ والصیغ	ہے کہ وہ ظاہر ہے اور اس کی بیع جائز ہے،
انہ نجس لا یجوز بیعہ	مگر صحیح یہ ہے کہ وہ ناپاک ہے اس کی بیع
لانہ جزئ منہ الا انہ رخص	جائز نہیں اس لیے کہ وہ اسی کا جزو ہے
فی استعمالہ للخرزیز	مگر جو تاگا نٹھے والوں کے لیے اس کے
للضرورة ۵۵	استعمال کی ضرورتاً اجازت ہے۔

البتہ اگر صورت ایسی ہو کہ خنزیر کی کھال یا ہڈی ریزہ ریزہ ہو کر دوسری جائز اشیاء میں اس طرح مل جائیں کہ باہم متمیز نہ ہو سکیں جس کو فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہتے ہیں، ایسی صورت میں خیال ہوتا ہے کہ قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کی گنجائش ہوتی چاہیے، لیکن یہ سارے مسائل اس وقت ہیں جب یقین سے معلوم ہو کہ فلاں چیز میں خنزیر کا جزو شامل کیا گیا ہے محض شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم۔

حواشی و مراجع

۱۔ دلیل العروۃ الوثقی للشیخ حسین الحلبي ۲/۲۵۱ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی (جال عبدالناصر) مصر

- ۵۲ حاشیہ ابن عابدین ۲۹۱/۱ مکتبہ زکریا دیوبند ۱۳۱۴ھ / ۱۹۹۶ء
- ۵۳ فتاویٰ ہندیہ ۴۴/۱ دارصادر بیروت
- ۵۴ حاشیہ ابن عابدین ۵۳۴/۱، باب الانجاس
- ۵۵ حاشیہ ابن عابدین ۲۹۰/۱، التاج والاکلیل بہائش الخطاب ۹۴، نہایت المحتاج الی شرح المنہاج للری ۲۳۰/۱، کشف القناع و بہائش شرح منہج الارادات ۱۳۵/۱. مطبوعہ السعاده مصر ۱۳۷۸ھ
- ۵۶ بدائع الصنائع ۱۱۴/۵، ابن عابدین ۲۹۰/۱، المستقی علی الموطا ۱۵۳/۳، ۱۵۴، بدایۃ المجتہد ۲۶۱/۱
- ۵۷ صحیح مسلم ۲۴۴/۱ مختار اینڈ کمپنی دیوبند ۱۹۰۷ء
- ۵۸ دارقطنی ۲/۲۶۶ مطبوعہ دارالمحاسن
- ۵۹ نصب الرایۃ للزیلعی ۲/۲۱۱ دار الحدیث القاہرہ
- ۶۰ مواہب الجلیل بشرح مختصر خلیل ۹۸/۱ للشیخ الزینی المعروف بالخطاب، طبع ۱۳۲۸ھ
- ۶۱ نہایت المحتاج الی شرح المنہاج للری ۲۳۰/۱، کشف القناع ۱۳۵/۱
- ۶۲ متداہرین جنبل ۱۱۹/۳، عون المعبود ۳/۳۶۶، سنن الدارمی ۲/۱۱۸، قدیمی کتب خانہ کراچی.
- ۶۳ نصب الرایۃ للزیلعی ۲/۳۱۱
- ۶۴ بدائع الصنائع ۲/۲۴۹، لانا م انکاسانی، دارالکتب دیوبند
- ۶۵ نہایت المحتاج ۲۳۰/۱، بحوالہ الموسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر
- ۶۶ الموسوعۃ الفقہیہ ۲۹/۵ ذات السلاسل کویت ۱۳۰۴ھ / ۱۹۸۳ء
- ۶۷ البحر الرائق لابن نجیم ۲۳۹/۱، فتح القدر لابن ہمام ۱۳۹/۱، درایۃ التراث العربی ۶/۱۵۸۴ء
- ۶۸ فتح القدر ۱۳۹/۱
- ۶۹ البحر الرائق ۲۳۹/۱، دارالکتب دیوبند
- ۷۰ فتاویٰ ہندیہ ۴۴/۱، بدائع الصنائع ۱/۸۵
- ۷۱ حاشیہ ابن عابدین ۳۶۴/۱
- ۷۲ رد المحتار علی الدر المختار ۲۹۱/۱
- ۷۳ الشرح الکبیر وحاشیہ الرسوقی علیہ ۱/۵۰-۵۸ مکتبہ دارالفکر
- ۷۴ الخطاب علی خلیل ۱/۱۰۱-۱۰۶ بحوالہ الموسوعۃ الفقہ الاسلامی جمال عبدالناصر ۶/۱۰
- ۷۵ المہذب لابن اسماعیل الشیرازی ۴۸/۱ دارالفکر مصر

تحقیقات اسلامی

۲۲۶ المہذب ۱۰/۱

۲۲۷ المغنی لابن قدامة ۱/۵۹، دارالفکر للطباعة والنشر بیروت ۵/۱۲۰۵/۱۹۸۵م

۲۲۸ رد مختار ۱/۵۳۴

۲۲۹ حوالہ سابق

۲۳۰ شرح معانی الآثار ۱/۱۶، واقطنی ۱/۲۸، علل الحدیث ابن ابی حاتم ۱/۴۴

۲۳۱ رد مختار ۱/۳۲۶-۳۲۷، کذافی البدائع ۱/۹۴

۲۳۲ بدائع الصنائع ۴/۲۷۸، رد المختار ۱/۵۳۴

۲۳۳ شامی ۱/۵۱۷

۲۳۴ فتح القدير ۱/۱۳۹

۲۳۵ حاشیة ابن عابدین ۱/۵۱۹-۵۲۰، باب الانبئاس

۲۳۶ المحلی لابن خزم ۱/۱۳۸، دارالآفاق الجدیدة بیروت

۲۳۷ حوالہ سابق ۱/۱۲۸

۲۳۸ عالمگیری ۱/۲۱، رد المختار ۱/۳۲۶، بدائع ۱/۹۴

۲۳۹ المحلی ۱/۱۶۲

۲۴۰ دلیل العروة الوثقی ۲/۴۴۹

۲۴۱ دلیل العروة الوثقی ۲/۴۴۹، بحوالہ موسومة الفقہ الاسلامی مصر ۶/۱۵

۲۴۲ بدائع الصنائع ۳/۴۰۸

۲۴۳ رد المختار، باب الرضاع ۴/۴۱۱

۲۴۴ رد المختار، باب الرضاع ۴/۴۱۱

۲۴۵ بدائع ۱/۲۴۳، الدباغة

۲۴۶ رد المختار ۱/۵۴۳، کذافی البندیة ۱/۴۲

۲۴۷ بدائع الصنائع ۱/۲۵۱

۲۴۸ بدائع ۱/۲۲۹

۲۴۹ رد المختار ۱/۵۱۹

۲۵۰ حوالہ سابق

- ۱۵۱۵ الخطاب علی خلیل ۶۰۹/۱ بجوالہ الموسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر ۱۰/۶
- ۱۵۱۶ المغنی کتاب الاطعمہ ۸۳/۱۱ الشرح الكبير ۱۰۸/۱۱ لابن البرکات الدرر، مکتبہ دارالفکر
- ۱۵۱۷ نہایتہ المحتاج للطلی ۱۲/۸
- ۱۵۱۸ کشف القناع ۲/۲۹، ۶/۱۱۹، الانصاف ۲/۴۳، الفروع ۲/۱۶۵ بجوالہ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۳
- ۱۵۱۹ تفسیر القرطبی ۲/۲۱۳، التاج والاکلیل ۲/۲۳۳
- ۱۵۲۰ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/۱۱۹
- ۱۵۲۱ المبسوط ۱/۵۴، لامر سرخسی، مکتبہ السعاده بجوار محافظہ مصر
- ۱۵۲۲ البحر الرائق ۱/۱۱۹
- ۱۵۲۳ رد المحتار ۱/۳۶۶
- ۱۵۲۴ جامع الترمذی ۴/۲۰، حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۳۱
- ۱۵۲۵ سنن ابی داؤد ۴/۲۱۴، مختار اینڈ کینی دیوبند -
- ۱۵۲۶ سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۳۵۰۰، سنن الدارمی ۲/۳۸
- ۱۵۲۷ صحیح بخاری مع فتح الباری ۱۰/۱۰۴۸، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ۱۰/۱۹۸۹ ع
- ۱۵۲۸ عمدۃ القاری ۱/۲۹۰، فیض الباری ۱/۳۲۹، بذل المجهود ۱۶/۱۹۹، مکتبہ خلیفہ سہارن پور
- ۱۵۲۹ امانی الاحبار ۲/۱۱۵، مولانا محمد یوسف، مکتبہ نجفی سہارن پور
- ۱۵۳۰ العرف الشذی علی الترمذی ۲/۸، مختار اینڈ کینی دیوبند
- ۱۵۳۱ صحیح مسلم ۳/۱۵۸۴، سنن ابی داؤد ۴/۸۵
- ۱۵۳۲ بدائع الصنائع ۴/۲۸۳، حاشیہ ابن عابدین مع الدر المختار ۵/۲۹۱-۲۹۲
- ۱۵۳۳ صحیح مسلم ۳/۱۵۴۳، سنن ابی داؤد ۴/۸۳-۸۵
- ۱۵۳۴ دارقطنی ۴/۲۶۴، البیہقی ۸/۳۰، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان ۸/۱۲۰۸ ع ۱۹۸۸
- ۱۵۳۵ سنن ابن ماجہ ۲/۱۱۲۶
- ۱۵۳۶ نیل الاوطار ۸/۱۹۴، البدائع ۶/۲۹۴، البسوط ۴/۵، مصنف عبدالرزاق ۹/۲۱۹
- ۱۵۳۷ العرف الشذی علی الترمذی ۲/۹
- ۱۵۳۸ رد المحتار ۱۰/۳۴، وکذا فی تبیین الحقائق ۶/۴۵، لا تطیع، مکتبہ امدادیہ ملتان
- ۱۵۳۹ تلمذ فتح الملہم ۱/۵۵۱، مولانا تقی عثمانی، مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۰۵ھ

- ۷۷۶ فتاویٰ رشیدیہ ۵۷۵، مولانا رشید احمد گنگوہی، گلستان کتاب گھر دیوبند ۱۹۸۷ء
- ۷۷۷ امداد الفتاویٰ م/ ۲۱۲-۲۱۳، مولانا شرف علی تھانوی، ادارہ تالیقات اولیاء دیوبند ۱۹۸۲ء
- ۷۷۸ حوالہ سابق م/ ۲۰۹
- ۷۷۹ حوالہ سابق م/ ۲۰۹
- ۷۸۰ حوالہ سابق،
- ۷۸۱ مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالرحیم لاجپوری ۲۲۹/۲، مکتبہ رحیمیہ، سورت گجرات
- ۷۸۲ مکتوبات شیخ الاسلام ۳۹۷/۱ مکتوب نمبر ۱۳۳
- ۷۸۳ فتاویٰ رحیمیہ ۲۲۹/۲، ۲۳۱
- ۷۸۴ شامی ۲۲۲/۱، ۳۵۷
- ۷۸۵ بدائع الصنائع م/ ۳۳۳

اعلانِ ملکیت سرہای تحقیقاتِ اسلامی - فارم ۱-۷

- ۱- مقام اشاعت: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ (۳) ڈاکٹر محمد رفعت (رکن) شعبہ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
- ۲- نوعیت اشاعت: سرہامی
- ۳- پرنٹرز پبلشر: سید جلال الدین عمری
- ۴- قومیت: ہندوستانی
- پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یو پی
- ۵- ایڈیٹر: سید جلال الدین عمری
- پتہ: پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یو پی
- ۶- ملکیت: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی
- پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ۔ یو پی
- بنیادی ارکان کے اسمائے گرامی**
- (۱) مولانا سید جلال الدین عمری (صدر)
- دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
- (۲) مولانا محمد فاروق خاں (رکن)
- بازار چنگلی قبر، دہلی۔ ۶
- (۳) ڈاکٹر محمد رفعت (رکن) شعبہ فزکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی
- (۴) مولانا شمس الدین کوثر پریوانی (رکن)
- دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
- (۵) نبی کے عبداللہ (رکن) مالاتھن کینڈی ہاؤس، بلیری، کالی کٹ
- (۶) ڈاکٹر سعید اللہ (رکن) منزل منزل کمپلیکس، علی گڑھ۔ یو پی
- (۷) ڈاکٹر احمد سجاد (رکن)
- طارق منزل، بریا تو باؤ سنگ کالونی، رائچی
- (۸) ڈاکٹر عبدالحق انصاری (رکن) الریحان، منزل منزل، علی گڑھ، یو پی
- (۹) محمد جعفر (رکن) ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی۔ ۲۵
- (۱۰) ڈاکٹر فضل الرحمن فریدی (سکرٹری)
- فریدی ہاؤس، سر سید نگر، علی گڑھ۔ یو پی
- مندرجہ معلومات میری علم و یقین کی حد تک بالکل درست ہیں۔
- پبلشر: سید جلال الدین عمری**